روزنامہ
الفضل ربوہ
ایڈیٹر: نسیم سیفی
فون ۴۴۹
رجسٹرڈ نمبر ایل ۵۲۵۴
جلد ۴۴-۷۹ نمبر ۲۶۸ | بدھ-۲۵ جمادی الثانی ۱۴۱۵ھ-۳۰ نبوت ۱۳۷۳ ہش-۳۰ نومبر ۱۹۹۴ء

خدا کی لعنت سے بہت خائف رہو

تم اگر چاہتے ہو کہ آسمان پر تم سے خدا راضی ہو تو تم باہم ایسے ایک ہو جاؤ جیسے ایک پیٹ میں سے دو بھائی۔ تم میں سے زیادہ بزرگ وہی ہے جو زیادہ اپنے بھائی کے گناہ بخشتا ہے۔ اور بدبخت ہے وہ جو ضد کرتا ہے اور نہیں بخشتا۔ سو اس کا مجھ میں حصہ نہیں۔ خدا کی لعنت سے بہت خائف رہو کہ وہ قدوس اور غیور ہے۔

(حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ)

ارشادات حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ

تم لوگوں نے اللہ تعالیٰ کے سامنے بیعت کا اقرار کیا ہے اور تمام گناہوں سے توبہ کی ہے اور خدا تعالیٰ سے اقرار کیا ہے کہ کسی قسم کا گناہ نہ کریں گے۔ اس اقرار کی دو تاثیریں ہوتی ہیں۔ اقرار بیعت یا تو رحمت ہے یا باعث عذاب۔ یا تو اس کے ذریعہ انسان خدا تعالیٰ کے بڑے فضل کا وارث ہو جاتا ہے کہ اگر اس پر قائم رہے تو اس سے خدا تعالیٰ راضی ہو جائے گا اور وعدہ کے موافق رحمت نازل کرے گا اور یا اس کے ذریعہ سخت مجرم بنے گا کیونکہ اگر اقرار کو توڑے گا تو گویا اس نے خدا تعالیٰ کی توہین کی۔ جس طرح سے ایک انسان سے اقرار کیا جاتا ہے اور اسے بجا نہ لایا جاوے تو توڑنے والا مجرم ہوتا ہے ایسے ہی خدا تعالیٰ کے سامنے گناہ نہ کرنے کا اقرار کرکے پھر توڑنا خدا تعالیٰ کے روبرو سخت مجرم بنا دیتا ہے۔ (ملفوظات جلد سوم ص ۲۰۵)

محترم ثاقب زیروی صاحب کی صحت کیلئے درخواست دعا

جن دنوں میں اپنی آنکھوں کے علاج کے لئے راولپنڈی میں کوثر نرسنگ ہوم میں داخل تھا وہاں پر محترم ثاقب زیروی صاحب مدیر ہفتہ وار "لاہور"۔ لاہور بھی اپنی آنکھوں کے علاج کے لئے تشریف لائے۔ ان کی آنکھوں کا آپریشن بھی خدا تعالیٰ کے فضل سے کامیابی سے ہو گیا ہے۔

احباب کرام کی خدمت میں ان کی کامل شفایابی کے لئے دعا کی درخواست ہے۔

(نسیم سیفی)

خصوصی درخواست دعا

مکرم میر قمر سلیمان احمد صاحب تحریر فرماتے ہیں۔

مکرم بریگیڈیئر وقیع الزمان خان صاحب کی صاحبزادی محترمہ ساجدہ بیگم صاحبہ جو ڈاکٹر حمید احمد خان صاحب کی اہلیہ ہیں آج کل ہارٹلے پول۔ انگلستان میں بعارضہ کینسر بیمار ہیں۔ کل سے ان کی حالت تشویش ناک ہے۔ احباب سے خصوصی دعاؤں کی درخواست ہے۔

سانحہ ارتحال

محترمہ شمیم حنیف صاحبہ بنت مکرم چوہدری ہدایت اللہ بنگوی صاحب (وفات یافتہ) دماغ کی رگ پھٹ جانے کی وجہ سے چند روز لندن کے ہسپتال میں داخل رہیں اور مورخہ ۲۰۔ نومبر ۹۴ء کو بقضائے الٰہی وفات پا گئیں۔ انہوں نے اپنی یادگار خاوند کے علاوہ دو بیٹے اور ایک بیٹی چھوڑی ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کے درجات بلند فرمائے اور لواحقین کو صبر جمیل سے نوازے۔

نیک سلوک کا بدلہ کسی نہ کسی رنگ میں دو

(حضرت امام جماعت احمدیہ الرابع)

جو شخص دعوت کے لئے بلاتا ہے اس کی دعوت قبول کرو۔ اس ضمن کی اور بھی حدیثیں ہیں ان کی روشنی میں اس کو سمجھنا چاہئے۔ ورنہ یہ تو ناممکن ہے کہ ایک شخص جس کو مثلاً میں اپنی مثال رکھتا ہوں۔ مجھے جو دوست یہاں دعوت پہ بلاتے ہیں میں ان سے منتیں کرتا ہوں بعض دفعہ کہ خدا کے لئے نہ بلاؤ۔ اگر ایک دفعہ میں نے رستہ کھول دیا تو اس کو بند نہیں کیا جاسکے گا اور بہت شاذ کے طور پر اپنے دل میں ان کے بعض استحقاقات کو پیش نظر رکھتے ہوئے، بعضوں کے حق میں فیصلہ کرنا پڑتا ہے۔ لیکن اگر یہ سلسلہ ہو تو میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ اب میں جرمنی جاؤں گا وہاں ہزاروں گھر ایسے ہیں جو کہیں گے ہمارے گھر ضرور آؤ۔ اور چند منٹ کے لئے بھی جائیں تو آپ کے کئی مہینے خرچ ہو جائیں گے۔

قادیان جب میں گیا تھا تو وہاں بعض لوگوں نے بڑی لجاجت سے اور بے حد اخلاص سے کہا کہ ہمارے گھر میں ایک دفعہ قدم رکھ جائیں اور کہا تو یہی جاتا ہے کہ قدم رکھ جائیں وہاں جائیں تو وہاں چائے بھی تیار ہوتی ہے کوئی پھل یا جو کچھ بھی توفیق ہے۔ کوئی دودھ کا گلاس لئے بیٹھا ہے کہ ایک گھونٹ۔ اور آپ ایک گھونٹ بھر کے باہر نکلتے ہیں تو ایک لائن لگی ہوتی ہے کہ ہمارے گھر بھی 'ساتھ ہی ہے' وہاں بھی تشریف لے آئیں۔ جب میں نے ایک سلسلہ شروع کیا تو پھر باقی وقت قادیان میں میرا اسی طرح گھروں میں ہی پھر وقت گزر گیا۔ ان کی دلداری کی تو توفیق مل گئی۔ لیکن بہت سے ایسے اہم کام تھے جن کی طرف توجہ دینا ضروری تھا جو توجہ سے محروم رہ گئے۔ بہت سے ایسے غیر تھے ملنے والے، جن کی درخواستیں دیکھنے کا بھی موقعہ نہیں ملا۔ اور یہاں آکر پتہ چلا کہ وہ جماعت کے لئے بڑی اہمیت رکھتے تھے۔ اہل قادیان کے مفاد میں تھا کہ میں ان سے ملتا ان سے گفتگو کرتا لیکن جب واپس آیا اور پھر ڈاک دیکھی تو پتہ چلا کہ وہ درخواستیں پڑی رہ گئی ہیں۔ بعضوں کے شکوے بعد میں آنے شروع ہو گئے۔

تو ہر چیز کو موقع اور محل کے مطابق دیکھنا چاہئے۔ اس حدیث کا جو میں مطلب سمجھا ہوں وہ اس حدیث سے ہی نہیں بلکہ دوسری حدیثوں کے حوالے سے ان کی روشنی میں ان کو جانچ کر سمجھا ہوں۔ وہ یہ ہے کہ ایک جگہ فرمایا کہ خواہ بکری کے پائے کی ہی دعوت بیان فرمائیں جن سے پتہ چلتا ہے کہ ازراہ تکبر اپنے غریب بھائی کی دعوت رد کرنا ایک گناہ

باقی صفحہ ۷ پر

اے میرے پیارے بھائیو کوشش کرو تا متقی بن جاؤ

(حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ)

روزنامہ **الفضل** ربوہ

پبلشر: آغا سیف اللہ - پرنٹر: قاضی منیر احمد
مطبع: ضیاء الاسلام پریس - ربوہ
مقام اشاعت: دارالنصر غربی - ربوہ

قیمت
دو روپیہ

۳۰ - نبوت - ۱۳۷۳ ہش ۳۰ - نومبر ۱۹۹۴ء

خواندگی یا تعلیم

کہیں ہمارا یہ عنوان غلط تو نہیں - ہو سکتا ہے بعض قارئین سمجھیں کہ خواندگی اور تعلیم تو دونوں ایک ہی باتیں ہیں - پھر خواندگی یا تعلیم لکھنے کا کیا مطلب - لیکن ہم نے یہ عنوان بڑا سوچ سمجھ کر لکھا ہے اس پر غور کیا ہے اور ہمیں یہ سمجھ آئی ہے کہ اگر صرف خواندہ کہنے سے تعلیم یافتہ مراد نہیں ہو سکتا یا یوں کہئے کہ ایک شخص کو ہم خواندہ کہتے ہیں اور دوسرے کو تعلیم یافتہ اور دونوں میں فرق کرتے ہیں تو یقیناً خواندگی اور تعلیم میں بھی فرق ہے - زیادہ زور شرح خواندگی پر دیا جاتا ہے - یعنی ہم میں سے کتنے لوگ لکھ پڑھ سکتے ہیں چاہے وہ اپنا نام ہی لکھ سکتے ہوں یا اردو کے چند ایک فقرے پڑھ سکتے ہوں - پہلے اسے تعلیم بالغاں کے زمرے میں لایا جاتا تھا وہاں لفظ تو تعلیم ہی کا استعمال ہوتا تھا - لیکن احساس یہ پیدا ہوا کہ یہ تعلیم نہیں ہے یہ خواندگی ہے - جو تعلیم کا آغاز تو کہلا سکتا ہے تعلیم نہیں - اگر ہم سارے کا سارا ملک خواندہ ہو جائیں الف باء پڑھنے لگیں یا چلو اس سے آگے بڑھ کر اردو کی تیسری چوتھی کتاب بھی پڑھنے لگیں کیا ہم دنیا بھر کے سائنس دانوں کا مقابلہ کر سکیں گے - کیا جو ایجادات دیگر ترقی یافتہ ممالک کر رہے ہیں وہ ہمارے بس کی بات ہوگی - یہ تو ہو گا کہ ہم میں سے ہر شخص انگوٹھا لگانے کی بجائے دستخط کر کے پیسے وصول کرے گا - اور یہ بھی ہو گا کہ کسی کا خط آئے تو اسے الفاظ کو جوڑ جوڑ کر پڑھ لیا جائے - لیکن یہ خواندگی یقیناً انہیں اس منزل تک نہیں پہنچا سکتی جو ساری دنیا کا مقابلہ کرنے کے لئے ہمیں ٹیکنالوجی اور سائنس کے سلسلے میں پائی جانی چاہئے - تعلیم اس بات کا نام ہے کہ ہم لکھے پڑھے ہوں اچھے لکھے پڑھے - اور پھر صرف تعلیم یافتہ ہی نہیں اعلیٰ تعلیم یافتہ ہوں ہم سمجھتے ہیں کہ اگر ہمارے عوام الناس صد فی صد بلکہ ۸۰ فی صد بھی خواندہ ہو جائیں تو ان کی وجہ سے نہیں بلکہ ڈاکٹر عبدالسلام جیسے لوگوں کی وجہ سے ملک کو ترقی حاصل ہوگی - کیا ہمیں ملک کی ترقی چاہئے یا بعض دیگر چھوٹے چھوٹے ملکوں سے مقابلہ کر کے یہ کہنے کی خواہش ہے کہ ہم بھی اتنے فی صد خواندہ ہو گئے ہیں حالانکہ جتنے فی صد بھی خواندہ ہو جائیں وہ ملک کی اس ترقی کے لئے مفید ثابت نہیں ہو سکتے - جو اس زمانہ میں دنیا کے ترقی یافتہ ممالک حاصل کر رہے ہیں - ہمارے ایک ڈاکٹر عبدالسلام نے جو خواندہ نہیں بلکہ تعلیم یافتہ ہیں جو کچھ ہمارے لئے اور دنیا بھر کے لئے کیا ہے - وہ ساری دنیا کے تمام افراد بھی خواندہ ہو جائیں تو نہیں کر سکتے - ہمارا کہنے کا مطلب یہ ہے کہ جمہوریت کا زمانہ ہے - عوام الناس کو خوش کرنے کے لئے اپنی اس ضرورت کو بھی پورا کرنے کی کوشش کیجئے کہ لوگ اپنے آپ کو خواندہ سمجھیں - اور ووٹوں کے سلسلے میں اپنے دستخط کر سکیں - لیکن یہ ہماری حقیقی ضرورت نہیں ہے - ہماری حقیقی ضرورت یہ ہے کہ ہم میں تعلیم یافتہ لوگ پیدا ہوں اور وہ تعلیم یافتہ اعلیٰ تعلیم حاصل کریں - اپنی یونیورسٹیوں میں بیرونی یونیورسٹیوں میں ٹیکنالوجی کی تعلیم حاصل کریں - سائنس کی تعلیم حاصل کریں - اور اپنے علم سے اپنے ملک کو اور دنیا بھر کو فائدہ پہنچائیں - ہماری خواہش ہے کہ ہماری حکومتیں اس بات کی طرف توجہ دیں کہ وہ بجائے ایک لاکھ افراد کو خواندہ بنانے میں مصروف رہنے کے دس ہزار سائنس دان پیدا کریں - دس ہزار اعلیٰ تعلیم یافتہ لوگ پیدا کریں اپنے روپے کا اکثر حصہ نوجوانوں کی تعلیم پر صرف کریں اور تعلیم بھی اعلیٰ تعلیم - دیکھئے اگر ہم دس ہزار افراد کو ہر پانچ سال کے بعد اعلیٰ تعلیم یافتہ بنا دیتے ہیں تو چند ہی سالوں میں سارے ملک میں تعلیم کو فروغ حاصل ہو جائے گا اور ہمارا ملک حقیقی طور پر ترقی کرنے لگے گا - پس خواندگی یا تعلیم کا جو عنوان ہم نے لکھا ہے وہ اسی خیال کو پیش نظر رکھتے ہوئے لکھا ہے کہ خواندہ بھی بنائیے' جمہوریت ہے لوگ خوش ہوں لیکن دراصل نوجوانوں کو تعلیم دلانا اور اعلیٰ تعلیم دلانا یہ وہ بات ہے جس کے اعداد و شمار ملک کے سامنے پیش کئے جانے چاہئیں بجائے اس کے کہ ہم یہ کہیں کہ آئندہ اتنے سالوں میں ہماری شرح خواندگی اتنی ہو جائے گی ہمیں یہ کہنا چاہئے کہ آئندہ دس سالوں میں ہمارے پاس اتنے انتہائی اعلیٰ تعلیم یافتہ لوگ موجود ہوں گے - پس ہم خواندگی یا تعلیم کو سامنے رکھتے ہوئے یہ کہہ سکتے ہیں کہ تعلیم کی طرف اتنا زور نہیں دیا جا رہا جتنا خواندگی کی طرف -

دُھندلائی ہوئی آنکھ سے بدلی ہوئی دنیا
ہر وقت پریشان سا رکھتی تھی مرا دل
اللہ کا ہے شکر کہ اب ٹھیک نظر سے
ذرّہ نظر آتا ہے مثالِ مہِ کامل

ابو الاقبال

○

شعورِ زیست جو ہم کو مِلا ہے
فقط تیری غُلامی کا صِلہ ہے

تخیّل سے چھُٹا یہ ملگجا سا
تصوّر میں تیرے ایسی چلا ہے

جو مَیں تیری محبت پر فِدا ہوں
تو کیوں مُجھ سے زمانے کو گِلہ ہے

زبوں حالات میں بھی اُس کی جانب
رواں اِک عاشقوں کا قافلہ ہے

یہ ناصر چُوم لے روضے کو جاکر
سمٹ جائے اگر جو فاصلہ ہے

سید ناصر احمد

ایم ٹی اے کے پروگرام

بدھ ۳۰ - نومبر ۱۹۹۴ء

پاکستان ٹائم	تفصیل پروگرام
6-15 رات	تلاوت
6-30 رات	ملاقات - ترجمہ قرآن کلاس
7-30 رات	نظم
7-40 رات	دینی آداب و اخلاق - قسط نمبر ۱۰ - گفتگو از مولانا عطاء المجیب راشد صاحب
8-10 رات	نظم
8-20 رات	بوسنین پروگرام
8-50 رات	کل کے پروگرام

جمعرات یکم دسمبر ۱۹۹۴ء

پاکستان ٹائم	تفصیل پروگرام
6-15 رات	تلاوت
6-30 رات	ملاقات - ترجمہ قرآن کلاس
7-30 رات	نظم
7-35 رات	تاریخ کا ایک ورق - از مکرم بشیر احمد خان رفیق صاحب
8-05 رات	نظم
8-15 رات	گفتگو از مولانا سلطان محمود انور صاحب - عنوان ہے "سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم کی روشنی میں نوجوان نسل کے لئے رہنمائی"
8-40 رات	نظم
8-50 رات	کل کے پروگرام

غلام اللہ باجوہ

حضرت نواب محمد الدین صاحب باجوہ

آپ ۲۷- اکتوبر ۱۸۷۲ء کو تلونڈی عنایت خان تحصیل پسرور ضلع سیالکوٹ میں پیدا ہوئے- ۱۹۴۹ء میں وفات پائی اور بہشتی مقبرہ ربوہ میں مدفون ہیں-

حافظ ملک احمد خان (وفات یافتہ) دارالرحمت وسطی ربوہ آپ کے بیس پچیس سال تک ڈرائیور رہے- حافظ صاحب کے پاس تمام خرچ کا حساب وکتاب بھی ہوتا تھا- حافظ صاحب بطور اچھا ڈرائیور کام کرتے رہے- حافظ صاحب نے نواب صاحب کے حالات زندگی نہایت خوش اسلوبی کے ساتھ قلمبند کئے ہیں وہ حالات ذیل درج کئے جاتے ہیں-

ابتدائی زندگی و ملازمت

حضرت نواب محمد الدین صاحب جٹ باجوہ قوم میں سے تھے- آپ کا آبائی گاؤں تلونڈی عنایت خان پسرور کے پاس ضلع سیالکوٹ میں ہے- آپ کا خاندان دینی روایات اور وجاہت کے لحاظ سے اس علاقہ میں مشہور خاندان ہے- آپ بچپن سے ہی دینی احکام کے پوری طرح پابند تھے- جب آپ تعلیم سے فارغ ہوئے تو نائب تحصیلدار بھرتی ہوگئے اور ڈپٹی کمشنر کے عہدہ پر پہنچ کر ریٹائر ہوئے- ملازمت کے دوران گورنمنٹ نے آپ کی ذہانت اور دیانتداری کو مدنظر رکھتے ہوئے کئی دوسرے عہدوں پر تعینات کیا- مثلاً آپ کو ریاست پونچھ اور ریاست بہاولپور میں کچھ عرصہ کے لئے بھیجا گیا- اسی طرح ضلع ڈیرہ اسماعیل خاں یا ضلع ڈیرہ غازی خاں میں ایک بڑے جھگڑے میں بطور ثالث مقرر ہوئے جو کہ تمنداروں کے مابین تھا- قحط اور خشک سالی کے ایام میں پسماندہ علاقوں میں آپ کی ڈیوٹی لگا دی جاتی- جب آپ راشن تقسیم کرنے کی غرض سے گاؤں میں جاتے تو مرد' عورتیں اور بچے آپ کے گرد بڑی تعداد میں جمع ہو جاتے کیونکہ آپ بہت رحمدل حاکم تھے کسی کو کچھ نہ کہتے آرام سے سب کو راشن دلوادیتے- بچے بہت خوش ہوتے- آپ ہمیشہ قومی لباس پہنتے تھے- ہیٹ اور کوٹ پتلون استعمال نہ کرتے تھے اس لئے بھی گاؤں کے لوگ جلدی مانوس ہوجاتے-

جب آپ ۱۹۲۷ء یا ۱۹۲۸ء میں ضلع شیخوپورہ سے ڈپٹی کمشنر کے عہدہ سے ریٹائر ہوئے تو اس کے بعد نواب مالیر کوٹلہ کی خواہش پر آپ وہاں چلے گئے- گورنمنٹ سروس کے دوران بھی آپ کچھ عرصہ تک مالیر کوٹلہ میں کام کر چکے تھے- مالیر کوٹلہ لدھیانہ کے پاس ایک مسلم ریاست ہے- جو حضرت نواب محمد علی خان صاحب کا آبائی وطن ہے- حضرت نواب صاحب کی جاگیر شیروانی کوٹ مالیر کوٹلہ کے پاس ہے- مالیر کوٹلہ میں آپ کے ذمہ خزانہ اور مال دونوں کام تھے- ان دنوں وہاں بجلی نہ تھی اس لئے کمرہ میں ایک اچھا لیمپ روشن رہتا تھا- آپ ہمیشہ تین بجے رات کو جاگتے- وضو کرتے' سردیوں میں گرم پانی سے اور گرمیوں میں ٹھنڈے پانی سے- نماز پڑھتے- دعائیں بہت کرتے- قرآن شریف کی تلاوت فرماتے- پھر لیمپ کی روشنی میں دفتر کا کام کرتے رہتے- فجر کی نماز کے بعد ہلکا سا ناشتہ کرتے پھر سوٹی ہاتھ میں لے کر دعائیں کرتے ہوئے پیدل تن تنہا سیر کو چلے جاتے- سیر کے لئے باقاعدہ جاتے حتی الوسع ناغہ نہ کرتے- واپس آکر اخبار پڑھتے- ملاقاتیوں سے ملاقات کرتے- ملاقات کا نہ کوئی دن مقرر تھا نہ ہی وقت مقرر تھا- جب کوئی آتا ملاقات کر سکتا تھا بشرطیکہ آپ وہاں موجود ہوں- گیارہ بجے آپ بذریعہ موٹر کار کچہری تشریف لے جاتے- ڈیڑھ بجے بعد دوپہر واپس آکر کھانا کھاتے اور نماز پڑھتے پھر اپنے کمرہ میں آرام فرماتے- اکثر اخبار الفضل قادیان کا مطالعہ کرتے رہتے- اخبار الفضل کے بعض مضامین اور خبریں آپ کو اس طرح یاد ہوتی تھیں کہ کافی عرصہ کے بعد بھی فرماتے فلاں مضمون یا فلاں مشکوک آدمی کا اعلان ناظر صاحب امور عامہ کی طرف سے شائع ہوا تھا وہ اخبار نکالو- پھر چار بجے کے بعد بھی ملاقات کا سلسلہ جاری رہتا- رات کو کھانا کھا کر نماز سے فارغ ہو کر ۹ بجے رات آپ اپنے بستر پر آرام فرماتے- آپ ہمیشہ جلدی سو جانے کے عادی تھے-

آپ نے نواب صاحب مالیر کوٹلہ سے مشورہ کر کے ان کے حکم کے مطابق ریاست میں بعض اصلاحات بھی جاری کرائیں- ان دنوں حضرت نواب محمد علی خاں صاحب بھی اپنی جاگیر شیروانی کوٹ میں رہا کرتے تھے- ایک دفعہ حضرت (امام جماعت الثانی) بھی وہاں تشریف لے گئے تھے- واپسی پر (حضرت صاحب) کو آپ نے اپنی موٹر کار میں ریلوے اسٹیشن لدھیانہ تک پہنچایا-

جب آپ مالیر کوٹلہ میں تھے تو آپ نے ۱۹۳۰ء میں کونسل آف سٹیٹ کے الیکشن میں حصہ لیا- گو مقابلہ سخت تھا مگر اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے آپ پنجاب کے اٹھارہ ضلعوں کی طرف سے منتخب ہو گئے- ان دنوں سارے پنجاب میں مسلمانوں کے لئے صرف دو نشستیں مخصوص تھیں ایک نشست پر آپ کامیاب ہوئے اور دوسری پر نواب مہر شاہ صاحب جلال آباد ضلع جہلم کامیاب قرار دیئے گئے- کونسل آف سٹیٹ کے اجلاس سردیوں میں نئی دہلی میں اور گرمیوں کو شملہ میں ہوا کرتے تھے- آپ نے ۱۹۳۶ء تک یعنی چھ سال نہایت کامیابی سے یہ کام سرانجام دیا کبھی اجلاس میں ناغہ نہیں کیا- کونسل کی میعاد ایک سال بڑھا دی گئی تھی یعنی پانچ کی بجائے چھ سال کر دی گئی- آپ ہمیشہ اجلاس پر جانے سے پہلے نماز پڑھتے اور دعا کرتے پھر اجلاس میں شامل ہوتے- جب ہفتہ عشرہ میں کونسل کی طرف سے چھٹی ہوتی تو آپ بذریعہ ریل واپس اپنے ہیڈ کوارٹر پر تشریف لے جاتے دو دن کچہری کا کام کر کے آجاتے-

اگست ۱۹۳۱ء میں آپ مالیر کوٹلہ سے فارغ ہو کر ریاست جے پور میں چلے گئے- وہاں ستمبر ۱۹۳۱ء کو چارج سنبھال لیا- پہلے آپ کو پولیس کا محکمہ اور ہسپتال اور پرانے قلعوں میں جو محافظ فوج رہتی تھی یہ محکمے سپرد کئے گئے بعد میں جب ریونیو کا کام آیا تو پولیس اور ہسپتال کا محکمہ کسی دوسرے وزیر کے سپرد ہوا- جے پور کافی بڑی ریاست ہے ریونیو کا کام بہت زیادہ تھا- ساری ریاست میں تین سو جاگیردار تھے سب کے سب ریونیو منسٹر کے ماتحت تھے- ان میں سے تین بہت بڑے ٹھکانے تھے- کام اس قدر تھا کہ شام کو جو فائلیں گھر پر آتی تھیں وہ تین بڑے بڑے بستوں میں یکے میں آتی تھیں سائیکل سوار نہیں لا سکتا تھا- جیسا کہ میں پہلے بتا چکا ہوں آپ تین بجے رات کو جاگتے پہلے نماز پڑھتے پھر دفتر کے کام میں مصروف ہو جاتے- جو ضروری کام ہوتا اس کو ختم کر کے باقی مسلیں علیحدہ نشان لگا کر رکھ چھوڑتے-

ریاست کے علاقہ کی تین اطراف میں تو پختہ سڑکوں کا جال بچھا ہوا تھا چوتھی طرف ایک ریلوے لائن تھی- پختہ سڑک شاید ایک آدھ ہو- یہ علاقہ شیخاوانی کہلاتا تھا- زیادہ تر جاگیردار اس علاقہ میں تھے- دن کے وقت آپ گھر میں دفتر کا کام نہ کر سکتے تھے کیونکہ صبح وشام ملاقاتی اس قدر آتے کہ رات گئے تک موٹروں کا تانتا بندھا رہتا تھا- کسی سے کبھی ترش روئی سے پیش نہیں آئے نہ کسی کو بلند آواز سے خطاب کیا- عام طور پر آپ ہفتہ میں ایک دو دن کے لئے دورے پر جاتے- موقع دیکھ کر اور حالات کا جائزہ لے کر مقدمہ کا فیصلہ کرتے- فریقین کی باتیں اچھی طرح سنتے- دورہ پر جاتے تو ہمیشہ ڈاک بنگلہ میں ٹھہرتے- کھانے پینے کا سامان گھر سے لے کر جاتے اور کھانا پکانے والا ملازم ہمیشہ ساتھ رکھتے- اگر کسی چیز کی وہاں ضرورت پڑتی یا دودھ لینا ہوتا تو اپنے سامنے دوکاندار کو بلوا کر قیمت دے دیتے- کبھی کسی جاگیردار یا کسی افسر کے ہاں ٹھہرنے کی کوشش نہیں کی- دورہ پر جاتے تو باقی فائلیں بھی گھر سے ساتھ لے جاتے وہاں فرصت کے وقت ہفتہ کا چھوڑا ہوا کام سب ختم کرتے اور الگ الگ بستوں میں بند ہوا دیتے-

آپ عوام الناس کی تکلیف کو بہت محسوس کرتے تھے- غریب لوگوں کی باتیں بھی اچھی طرح سنتے اور ان کی تکلیف دور کرنے کی کوشش میں مصروف ہو جاتے اپنی تکلیف کی کچھ پرواہ نہ کرتے- بعض دفعہ صبح سویرے موقع دیکھنے کے لئے موٹر میں سوار ہو جاتے اور دعا کرتے ہوئے روانہ ہوتے- سفر خواہ سو سوا سو میل کا ہوتا تو بھی موقع دیکھ کر فوراً واپس لوٹ آتے- ایک دفعہ ایک غریب اور چھوٹے جاگیردار نے آپ کی خدمت میں درخواست پیش کی کہ میرا گاؤں بالکل جنگل میں ہے- جنگلی جانور بہت نقصان کرتے ہیں خاص طور پر شیر بہت تنگ کرتا ہے ہمارے پالتو جانور کھا جاتا ہے اور ایک آدھ انسانی جان بھی ضائع کر دی ہے- آپ نے فرمایا کہ ہم موقعہ دیکھیں گے مگر مشکل یہ تھی کہ اتنے گھنے جنگل سے موٹر نہیں گزر سکتی تھی اس لئے جنگل کو کاٹ کر موٹر کے لئے راستہ بنایا گیا جب آپ وہاں موقع پر تشریف لے گئے- آپ کے ساتھ دیوان صاحب یعنی کمشنر بھی تھا- جب وہ گاؤں دیکھا تو معلوم ہوا کہ واقعہ میں بہت خطرناک جگہ ہے- پہاڑ کے دامن میں چاروں طرف جنگل ہی جنگل ہے- جنگلی جانوروں کے ریوڑ کے ریوڑ پھر رہے ہیں- پہاڑ پر وہ قلعہ بھی نظر آرہا تھا جس کو بادشاہ علاؤالدین خلجی نے فتح کیا تھا- وہاں پاس ہی پرانا قبرستان بھی موجود ہے- بہرحال آپ نے یہ کیس کونسل میں پیش کر کے منظوری لے لی- اس جاگیردار کو آباد علاقہ میں زمین دلوائی اور اس کے گاؤں کو جنگلات میں شامل کرا دیا- اسی طرح ایک دفعہ آپ دور کے علاقہ میں ایک ڈاک بنگلہ میں ٹھہرے ہوئے تھے اور مغرب کی نماز کے بعد کسی کام کی وجہ سے محسوس کیا کہ رات ہی رات کو فلاں جگہ پہنچنا چاہئے- حکم دیا کہ ابھی چلنا ہو گا- فاصلہ تو پندرہ بیس میل سے زیادہ نہ تھا مگر سارا راستہ کچا اور ریت سے اٹا پڑا تھا اور ایک خشک اور ریت سے بھری ہوئی ندی بھی راستہ میں حائل تھی- ابھی سفر پانچ میل باقی تھا کہ ریت کی وجہ سے موٹر کا ایکسل ٹوٹ گیا- موٹر چلنے کے قابل نہ رہی- رات کا وقت- جنگل بیابان- ریتلا راستہ- مگر آپ نے سوٹی لی اور پیدل چل پڑے- اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کی ہمیشہ مدد کرتا ہے- اس موقع پر بھی اللہ تعالیٰ نے ایسے سامان پیدا کر دیئے کہ

باقی صفحہ ۶ پر

ترجمہ- شہزاد احمد ———— تلخیص- سردار رضوی

نوبل انعام یافتہ ڈاکٹر عبدالسلام کی باتیں

"ارمان اور حقیقت" نوبل انعام یافتہ سائنس دان ڈاکٹر عبدالسلام کی مختلف مضامین اور تحریروں پر مشتمل پُر مغز اور جامع کتاب ہے جو انہوں نے انگریزی زبان میں تحریر کی یہ کتاب سائنسی مضامین پر لکھی گئی ہے۔ اس کا ترجمہ شہزاد احمد نے کیا اور یہ انہی کا کام ہے کہ ڈاکٹر عبدالسلام جیسی عظیم شخصیت کے مضامین کا اردو زبان میں سہل اور جامع ترجمہ ممکن ہوا ہے۔

اگرچہ ڈاکٹر عبدالسلام کی کئی کتابوں کا ترجمہ دنیا کی مختلف زبانوں میں ہو چکا ہے تاہم اردو زبان میں ان کے مضامین کے تراجم بہت کم ہوئے۔

اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ ان کے بہت سے مضامین کا تعلق براہ راست پاکستان کے مسائل سے ہے یا ان ملکوں کے مسائل سے جنہیں تیسری دنیا کہا جاتا ہے اور پاکستان بھی ان میں شامل ہے اور ڈاکٹر عبدالسلام کی یہ دیرینہ خواہش ہے کہ تیسری دنیا کے ملک اور خاص طور پر اسلامی ممالک میں سائنس اور ٹیکنالوجی میں ترقی اور تحقیق کی روایت قائم کی جائے۔ اور یہ صرف اسی صورت میں ممکن ہو سکتا ہے جب پاکستان کے لئے ان کی کتب کا اردو میں ترجمہ کیا جائے۔ ان کے اس جذبہ اور خواہش کو عملی جامہ پہنانے میں شہزاد احمد نے خاصی محنت کی چنانچہ انہوں نے پاکستان کی مخصوص صورتحال کو مدنظر رکھتے ہوئے ڈاکٹر عبدالسلام کے مضامین کا از خود انتخاب کرنے کے بعد ان کو اردو میں بخوبی منتقل کیا۔ ذیل میں ڈاکٹر عبدالسلام کے چند اہم مضامین جو انہوں نے مختلف مواقع پر لکھے یا پڑھے ہیں کے اقتباسات قارئین کی دلچسپی کے لئے پیش کئے جا رہے ہیں۔

ارمان اور حقیقت ڈاکٹر عبدالسلام نے یونیورسٹی آف سٹاک ہوم میں ۲۳۔ ستمبر ۱۹۷۵ء کو یہ لیکچر دیا یہ اپنی مختصر صورت میں بلیٹن آف دی اکنامک سائنٹسٹ میں ستمبر ۱۹۷۶ء کو شائع ہوا۔

"میں دلی طور پر محسوس کرتا ہوں کہ یہ میرے لئے اعزاز ہے جو مجھے ہیومن گلوبل اینڈ یونیورسل پرابلمز کے سلسلے میں پہلے خطاب کی صورت میں فراہم کیا گیا ہے اس وقت کرہ ارض پر ایسا بحران موجود ہے جس کے باعث انسانی خاندان انتہائی غربت کا شکار ہیں اس لئے غریب ممالک ایک نئے بین الاقوامی اقتصادی نظام کا مطالعہ کر رہے ہیں۔

یہ عارضی یا کم مدت کا بحران جو اس وقت دنیا کو درپیش ہے ترقی پذیر ممالک جن میں ۹/۱۰ انسانیت آباد ہے دیوالیہ ہو چکے ہیں جو کہ غریب ہیں اور دنیا کی آبادی کا دس میں سے نواں حصہ ہیں (امیر ممالک کے) تقریباً ۵۰ ملین ڈالر کے مقروض ہیں ہم میں سے جو غریب ترین ہیں وہ تو اپنے لئے ہوئے قرض پر سود بھی ادا نہیں کر سکتے۔ اس پر طرہ یہ کہ ہمیں مجموعی طور پر ہر برس ۱۰ بلین ڈالر کی ضرورت محض اس لئے ہوتی ہے کہ ہم دس ملین ٹن اناج اپنے لئے حاصل کریں یہ اعداد و شمار میرے اپنے ملک پاکستان کی کل فی برس آمدنی کے لگ بھگ ہے یا پاکستان کی چھ برس کی اس آمدنی کے مساوی ہیں جو اسے برآمد سے حاصل ہوتی ہے۔

مگر یہ کم مدت کا بحران صرف ایک طویل مدت کے بحران کا حصہ ہے ہماری دنیا آمدنی اور کھپت میں بری طرح غیر متوازن ہے کم از کم دنیا کی تین چوتھائی آمدن اور تین چوتھائی سرمایہ کاری خدمت اور دنیا کی تقریباً ساری کی ساری تحقیق دنیا کی ایک چوتھائی آبادی کے ہاتھ میں ہے یہ ترقی یافتہ قومیں دنیا بھر کی تمام بڑی معدنیات کا ۸۷ فیصد اپنے استعمال میں لاتی ہیں اس سے اسلحہ بناتی ہیں جن کی کھپت ان ممالک میں ہے جس کی کھپت ان ممالک میں اور باقی کل دنیا میں مساوی ہے۔

۱۹۷۰ء میں دنیا کی ایک بلین امیر ترین آبادی کی فی کس آمدن تین ہزار ڈالر سالانہ تھی مگر دنیا کی غریب ترین ایک بلین آبادی کی آمدن سو ڈالر سالانہ بھی نہیں تھی۔ توقع ہے کہ ۱۹۸۰ء تک غریب علاقوں کی فی کس آمدن ایک سو سے بڑھ کر ۱۰۳ ڈالر فی کس ہو جائے گی جبکہ امیروں کی آمدن تین ہزار سے بڑھ کر چار ہزار ڈالر ہو جائے گی۔

۱۹۵۸ء کی کانفرنس کے نتیجہ میں پاکستانی حکومت ایٹمی توانائی میں دلچسپی لینے لگی۔ پاکستان کے پاس تیل موجود نہ تھا تھوڑی سی گیس تھی اور پانی سے بجلی حاصل کرنے کی صلاحیت تھی پاکستان کو ایٹمی توانائی کی ضرورت تھی۔ ۱۹۶۴ء میں جب آئی اے ای اے نے طبیعات کا مرکز قائم کرنا قبول کر لیا تھا تو اس کے بورڈ نے ۵۵۰۰۰ ہزار کی رقم بین الاقوامی مرکز کے لئے دینا قبول کیا تھا مگر خوش قسمتی سے اٹلی کی حکومت نے تین لاکھ پچاس ہزار ڈالر کی سالانہ امداد منظور کر لی اور یہ مرکز ٹری ایسٹ میں قائم کر دیا گیا۔

۱۹۷۴ء کے نومبر میں اقوام متحدہ نے روم میں خوراک کے موضوع پر ایک کانفرنس بلائی اس کانفرنس نے ایک قرارداد منظور کی "دس برس کے اندر اندر کوئی بچہ بھوکا نہیں سوئے گا اور کسی انسان کا مستقبل ناکافی غذائیت کی بنا پر جمود کا شکار نہ ہو گا۔"

پاکستان نے سو برس کے برطانوی راج کے بعد اس وقت آزادی حاصل کی تھی ہماری فی کس آمدن ۸۰ ڈالر سالانہ تھی خواندگی کی شرح ۲۰ فیصد تھی اور آبادی میں اضافے کی شرح ۳ فیصد سالانہ تھی شیر خوار بچوں کی موت کی شرح بہت بلند تھی بارہ میں سے صرف سات بچے پیدائش کے ایک برس کے بعد زندہ رہتے تھے اس لئے یہ لازمی تھا کہ اقتصادی تقاضوں کے تحت پیدائش کی شرح کو اونچا رکھا جائے۔

ترقی کیلئے سائنس کی منتقلی یہ تقریر ڈاکٹر عبدالسلام نے امریکن ایسوسی ایشن فار ایڈوانس منٹ آف سائنس کے سالانہ اجلاس میں مئی ۱۹۸۴ء میں کی۔

اس تجربے کی بنیاد پر جو گزشتہ ۲۰ برس پر محیط ہے جو معروضات میں پیش کرنا چاہتا ہوں یہ ہیں' سوائے چند ایک ممالک کے ..... ارجنٹائن' برازیل' چین' ہندوستان اور جنوبی کوریا جن کا تعلق تیسری دنیا کے ساتھ ہے اس حالیہ شعور کے باوجود کہ سائنس اور ٹیکنالوجی بنیادی ضرورتیں ہیں اور ان کی بہتر اقتصادی بہبود کی توقع بھی سائنس ہی سے وابستہ ہے مگر ٹیکنالوجی وغیرہ کی پالیسی سے بھی برعکس اس سلسلے میں بہت کم سرگرمیاں نظر آتی ہیں۔

پہلا سبب یہ ہے کہ حکمت عملی تشکیل دینے والے کمیشن اور ان کے ہمراہ امداد دینے والے ادارے یک زبان ہو کر ترقی پذیر ممالک میں ٹیکنالوجی کی منتقلی کے مسائل پر بحث کرتے ہیں۔

دوسرا سبب یہ ہے کہ سائنس کی منتقلی سائنسی برادری ہی اپنی برادری کو کرتی ہے ترقی پذیر ممالک میں ایسی برادریوں کو ایک خاص حد تک انسانی ذرائع اور ساختی ڈھانچے میں ترقی دینے کی ضرورت ہے۔

اب ۳۰ برس کے بعد پاکستان میں صورتحال بہتر ہوئی ہے کوئی آٹھ کروڑ کی آبادی کے لئے ۱۹ یونیورسٹیوں میں ۴۶ محققین طبیعات کا تجربہ کرنے والے اور نظریہ ساز موجود ہیں۔ پاکستان ابھی تک یونین آف پیور اینڈ پلائیڈ فزکس کا رکن نہیں ہے۔ ابھی تک ہماری سائنسی انتظامیہ سال بھر میں ۵۰۰ ڈالر فیس ادا کرنے کی متحمل نہیں ہو سکتی زندگی کے دوسرے شعبوں کی طرح سائنس میں بھی ہماری یہ دنیا امیروں اور غریبوں میں منقسم ہے۔

ٹیکنالوجی اور پاکستان کا غربت پر حملہ

یہ خطبہ پروفیسر عبدالسلام نے آل پاکستان سائنس کانفرنس ڈھاکہ کے تیرھویں سالانہ اجلاس میں ۱۱۔ جنوری ۱۹۶۱ء کو پیش کیا۔

ہم پاکستان کے رہنے والے بہت غریب ہیں ہم اس مفلس دنیا کی بیشتر آبادی کے حصے دار ہیں جو غربت کے چنگل میں پھنسی ہوئی ہے۔ یہ کوئی ایک ہزار ملین لوگ ہیں جو تقریباً سو ممالک میں رہتے ہیں پاکستان میں ہم کمانے والے کوئی ۵۰ فیصد ہیں اور روزانہ آٹھ آنے سے کم پر گزر اوقات کرتے ہیں ان میں سے ۷۵ فیصد ایک روپے سے بھی کم کماتے ہیں اس ایک روپے میں دو وقت کا کھانا' کپڑے' رہائش اور تعلیم سبھی کچھ شامل ہوتا ہے اس کے مقابلے میں کوئی چار سو ملین لوگ جو یورپ اور شمالی امریکہ میں آباد ہیں ان کی روزانہ کی آمدنی کوئی پندرہ روپے ہے۔

ہماری غربت کے حقائق خاصے واضح ہیں اس وقت کروڑوں لوگ ایسے ہیں جو اپنی دبی ہوئی بھوک کا گلہ بھی نہیں کر سکتے ہماری غربت سے نہ صرف مادی بلکہ روحانی مسائل بھی پیدا ہوتے ہیں۔

ہم کو ٹیکنیکی اور سائنسی انقلاب لانا چاہئے ہم سائنس دانوں کو غربت کا مقابلہ کرنا چاہئے اور اس چیلنج کو قبول کرنا چاہئے جو غربت نے ہمیں دیا ہے۔

پاکستان کی تحقیقی اور ترقیاتی حکمت عملی

پروفیسر عبدالسلام کا یہ خطبہ پاکستان نیشنل سائنس کونسل کے تیرھویں اجلاس میں ۸۔ ستمبر ۱۹۷۰ء کو پڑھا گیا۔

پاکستان کے پاس محدود قدرتی وسائل ہیں توقعات کی جو سطح اس وقت موجود ہے اس کے مطابق یہاں دھاتیں نہیں۔ معدنیات نہیں اور تیل بھی بہت کم ہے ہمارے پاس تین بڑے ذرائع ہیں قدرتی گیس' زرخیز سیلابی زمین بشرطیکہ مغربی پاکستان میں مناسب آبپاشی کا نظام ہو اور مشرقی پاکستان میں اسے سیلابوں سے محفوظ رکھا جا سکے اور افرادی قوت کی بہتات بشرطیکہ اسے ہنرمند بنایا جا سکے۔ یہ ہنرمندی زراعت میں مختلف سائنسوں میں' انجینئرنگ میں اور ریاضی میں ہونی چاہئے۔ بہت زیادہ تربیت یافتہ افرادی قوت ملک کی سرحدوں کے استحکام کے لئے بھی درکار ہے اس لئے یہ بھی ضروری ہے کہ زراعتی پیداوار کی فراوانی ہو ہر طرح کی صنعتی پیداوار بھی درکار ہے یہ سبھی کچھ کرنا پڑے گا اگر پاکستان جدید ٹیکنیکی مقابلے کی دنیا میں کوئی باعزت مقام کا خواہش مند ہے۔

پاکستان میں سائنسی جدوجہد' حکومت کی تجربہ گاہوں (وفاقی اور صوبائی) یونیورسٹیوں

باقی صفحہ ۵ پر

نسیم سیفی

ایک نئی بات

جیسا کہ آپ جانتے ہیں جوڑوں کی درد نہایت تکلیف دہ ہوتی ہے۔ اس سے درد بھی ہوتا ہے۔ جوڑ مسخ بھی ہو جاتے ہیں چلنا پھرنا اٹھنا بیٹھنا، مشکل ہو جاتا ہے لیکن اب تحقیق کے ذریعے پتہ چلا ہے کہ اس درد سے جسم میں کس قسم کی تبدیلی پیدا ہوتی ہے۔ اور اس کی وجوہات کیا ہیں۔ چنانچہ اسی تحقیق کے نتیجہ میں نیا علاج معلوم کر لیا گیا ہے۔ اس تحقیق کے نتائج ایک طبی جریدے میں شائع کئے گئے ہیں۔ ایسا نہ ہو کہ قارئین اتنا ہی پڑھ کر یہ سمجھ لیں کہ شائد یہ دوا اب آسانی سے مل سکتی ہے۔ بتایا یہ گیا ہے کہ ابھی تک یہ دوا تجربہ کی کیفیت میں سے گزر رہی ہے اور اس کی مارکیٹنگ کی ابھی اجازت نہیں ہوئی۔ یہ دوا جو ایجاد کی گئی ہے اس میں مانو کلونل اینٹی باڈیز استعمال کی جاتی ہیں۔ جب اسے ایک ۳۴ سالہ مریضہ پر آزمایا گیا جو تیرہ سال سے اس تکلیف میں مبتلا تھی تو پتہ چلا کہ آہستہ آہستہ اس کا درد کم ہونے لگا ہے۔ البتہ یہ بھی پتہ چلا ہے کہ اس دوا کا عمل تین مہینے تک تو جاری رہتا ہے اس کے بعد اس دوا کو پھر استعمال کرنا پڑتا ہے۔ لیکن یہ بھی بہت بڑی بات ہے کہ وقفے وقفے سے دوا کے استعمال سے اگر انسان ٹھیک رہے تو اسے اور کیا چاہئے۔ یہ بھی بتا دیا گیا ہے کہ اس دوا کا نام سی۔اے۔ ۲ رکھا گیا ہے۔ فی الحال تو اس کے انجکشن تیار کئے گئے ہیں لیکن کہا جاتا ہے کہ دوائیں بیچنے والے اسے کھانے کی دوا میں بھی منتقل کر سکتے ہیں یہ دوا کینیڈی ایو مونا موجی انسٹی ٹیوٹ نے تیار کی ہے اور وہ کہتے ہیں کہ ابھی تو تجربات جاری ہیں۔ اگر تجربات نے یہ ثابت کیا کہ واقعی وقفے وقفے سے دوائی کھانے سے کلی آرام آ جاتا ہے تو پھر یوں سمجھئے کہ یہ دوا مارکیٹنگ کے لئے تیار ہے۔ جس انسٹی ٹیوٹ میں یہ دوا تیار کی گئی ہے اس کے ڈائریکٹر کہتے ہیں کہ انہوں نے چند برس کی تحقیق کے بعد ایک مالیکیول دریافت کیا ہے۔ ٹیومر نائی گروسز پین جوٹی۔ این۔ ایف کہلاتا ہے۔ یہی مالیکیول جوڑوں میں ضرورت سے زیادہ ہو جاتا ہے۔ اس سے درد ہونے لگتا ہے اور جوڑوں میں سوجن پیدا ہو جاتی ہے اور جوڑ مسخ ہو سکتے ہیں۔ انہوں نے سوچا کہ اگر ایسا جرثومہ جو مدافعتی ہو تیار کیا جا سکے تو اسے جسم کے اندر داخل کیا جا سکتا ہے۔

بقیہ صفحہ ۴

تک محدود ہے۔ اگرچہ بعض صنعتیں جن میں ٹیکسٹائل، کھاد، مشین ٹول، گیس اور آئل ریفائنری اپنی بلوغت کو پہنچ چکی ہیں جہاں وہ اس قابل ہیں کہ وہ اپنے صنعتی تحقیقی ترقیاتی ادارے قائم کر سکیں مگر کسی نے ابھی تک اس کا آغاز نہیں کیا۔ مجموعی طور پر تحقیق اور ترقی کے اداروں کے تین شعبے تجویز کئے گئے ہیں۔

۱۔ تحقیقاتی اداروں کا تعلق یونیورسٹی نظام کے ساتھ۔

الف۔ زراعتی تحقیقی ادارے پاکستان کی زراعتی یونیورسٹیوں کے مجموعے کے ساتھ منسلک کئے جائیں۔

ب۔ طبی تحقیقی ادارے اور مراکز تدریسی ہسپتالوں کے ساتھ مل کر کام کریں ان میں تپ دق، متعدی امراض، غذائیت، صحت عامہ اور حیوانی امراض وغیرہ۔

ج۔ ایٹمی توانائی کے مراکز کا تعلق مقامی سائنس اور انجینئرنگ یونیورسٹیوں سے اس کے مطابق قائم کیا جائے۔

۲۔ امداد باہمی کے تحقیق و ترقی کے ادارے۔

یہ ادارے حکومت چلاتی ہے ان میں پٹ سن، ٹیکسٹائل، شیشہ برتن سازی چمڑا، سیمنٹ، دوا سازی، کٹلری، کھیلوں کا سامان وغیرہ۔

۳۔ ترقی اور تحقیق کے شعبے اور ادارے

یہ ادارے سرکاری ٹیکنیکل کارپوریشن کے ہمراہ قائم کئے گئے ہیں ان کا تعلق انجینئرنگ اور ٹیکنالوجی یونیورسٹیوں سے ہے۔

تیسری دنیا کی سائنسز اکادمی کی تاسیس

یہ تقریر پروفیسر عبدالسلام ڈائریکٹر بین الاقوامی مرکز برائے نظریاتی طبیعات ٹری ایسٹ اور صدر تھرڈ ورلڈ اکادمی آف سائنسز نے اٹلی اور ترقی پذیر ممالک کے درمیان باہمی تعاون پر بین الاقوامی جلسہ میں ۱۶۔ اپریل ۱۹۸۶ء کو کی۔

ایسے خواتین و حضرات یقیناً تیسری دنیا میں موجود ہیں جنہوں نے عالمی جدوجہد میں ایک دوسرے سے اشتراک نہیں کیا اور نہ انہوں نے اپنا کوئی فورم بنایا ہے تیسری عالمی اکیڈمی آف سائنسز کے ۱۹۲ اراکین ہیں۔ تیسری دنیا کے ۳۳ ممالک کے پاس اس کی فیلو شپ ہے اور یہ اس کی مشترکہ قوت کا اظہار ہے ان میں سے دس ایسے ہیں جو سائنس اور اقتصادیات میں نوبل انعام یافتہ ہیں پچاس ایسے ہیں جن کے پاس اس کے رکن ہونے کا استحقاق ہے ان کا تعلق دنیا کی ۹ قابل احترام سائنس اکادمیوں سے ہے۔

اس حوالے سے کہ تیسری دنیا میں سائنسی حصول اور سائنسی خواندگی کے سلسلہ میں بیداری بڑھ رہی ہے اکادمی نے تیسری دنیا کے سائنس دانوں کے لئے قابل قدر انعامات مقرر کئے ہیں ہر سال دس دس ہزار امریکن ڈالر کے چار انعام حیاتیات، کیمیا، ریاضی اور طبیعیات کے شعبوں کے لئے رکھے ہیں۔

اس کے علاوہ ہم نے تیسری دنیا کے لیکچرز کے لئے بھی ایک سکیم بنائی ہے اس سلسلے میں سائنس کی قابل احترام شخصیات تیسری دنیا کے ممالک میں جائیں گی اور لیکچر دیں گی ۱۵ خطاب کرنے والوں نے ۱۵ ترقی پذیر ممالک میں جا کر ۱۹۸۶ء میں لیکچر دینے کی دعوت قبول کی ہے۔

مگر یہ تمام کوششیں جو سائنسی برادری کو ترقی پذیر ممالک میں مدد دینے کے لئے کی جا رہی ہیں ان میں مجموعی طور پر ایک رکاوٹ ہے کہ یہ ممالک اپنے طور پر ان کوششوں میں دلچسپی نہیں لیتے۔

پاکستان میں سائنس

یہ خطبہ ۲۲ جون ۱۹۸۶ء کو پاکستان پلاننگ کمیشن میں دیا گیا۔

اولین اور اہم ترین یہ کہ اس بات پر زور دیا جائے کہ پاکستانی قوم کوئی چھوٹی قوم نہیں ہے آج اس کی تعداد ۹۷ ملین ہے جو تقریباً جاپان کی آبادی کے مساوی ہے اور فرانس یا برطانیہ سے دگنی ہے۔

میرے خیال میں تین ایسی چیزیں ہیں جو پاکستان کی سائنس اور ٹیکنالوجی میں ٹھیک نہیں ہیں۔

(۱) ہم نے یہ قومی فیصلہ نہیں کیا کہ سائنسی علم کو ترقی دیں گے ہمیں یہ اندازہ بھی نہیں ہے کہ سائنس کا اطلاق قومی اقتصادی اور دوسرے مسائل پر بھی ہو سکتا ہے۔

(۲) ہمارے ملک میں نوجوان توانائی کی چند استثناؤں کے سوا، ہماری یونیورسٹیاں سائنسی تخلیق نہیں کرتیں اور نہ ہی یونیورسٹیوں کے باہر ایسا ہوتا ہے۔

(۳) اوپر تلے قائم ہونے والی حکومتوں میں سے کسی نے بھی قومی سطح پر ٹیکنالوجی میں خود منحصر بننے کی کوشش نہیں کی حتیٰ کہ دفاعی ٹیکنالوجی میں بھی نہیں اور ہم نے کبھی سائنس کو ٹیکنالوجی کی بنیاد بنانے کے سلسلے میں کوئی کام نہیں کیا۔

پاکستان میں سائنس کی جسامت بہت ہی قلیل ہے جہاں تک طبیعیات کا تعلق ہے مجاہد کامران نے رسالے میں لکھا ہے کہ پاکستان کی تمام یونیورسٹیوں میں استادوں کی تعداد ۸۶ ہے اور ان میں سے صرف ۴۶ پی ایچ ڈی ہیں یہ تعداد ۱۹۷۰ سے بتدریج زوال پذیر ہے اگر ہم ہندوستان کے اشاریئے کو نظر میں رکھیں تو آبادی کے لحاظ سے وہ پاکستان سے آٹھ گنا بڑا ملک ہے اور ہر برس اپنی یونیورسٹیوں میں ۲۰۰ طبیعیات کے پی ایچ ڈی پیدا کر رہا ہے اس کے مقابلے میں پاکستان کی سب سے بڑی یونیورسٹی یعنی لاہور کی پنجاب یونیورسٹی نے پچھلے سو برس میں ریاضی میں کوئی پی ایچ ڈی کی ڈگری نہیں دی اور طبیعیات میں صرف تین ڈگریاں دی ہیں۔ یہ اعداد و شمار ۱۹۸۲ء کے ہیں)

اس کے باجود مایوس ہونے کی ضرورت نہیں ہے۔ سائنس کی اعلیٰ ترین سطح حاصل کرنے کے لئے ایک نسل یا زیادہ سے زیادہ دو نسلوں کی ضرورت ہوتی ہے۔

اس بات کی ضرورت ہے کہ اعلیٰ معیار کی سائنس کی افزائش کی حکمت عملی پختہ ارادے کے ساتھ کی جائے اور اس کا اطلاق قومی مسائل پر کیا جائے اس کے ساتھ ساتھ اعلانیہ طور پر یہ عہد کیا جائے کہ سائنس کی بنیاد ایسی ٹیکنالوجی بنائی جائے گی جو خود منحصر ہو گی اپنی نوجوان نسل کو سائنس اور ٹیکنالوجی کے تمام شعبوں میں تعلیم اور تحقیق کی تمام سطحوں پر بڑے پیمانے پر اور سخت تربیت دی جائے۔

حکومت پاکستان نے اس برس یہ فیصلہ کیا ہے کہ ۴۰۰ طلباء کو پی ایچ ڈی کی تعلیم کے لئے بیرون ملک بھیجے گی اس فیصلے کو برسوں تک جاری رکھا جائے۔

طویل مدت کے لئے ہمیں منصوبہ بندی کرنی چاہئے اور اعلیٰ درجے کے تربیتی اور تحقیقی ادارے قائم کرنے چاہئیں۔

جو چیز سب سے زیادہ ضروری ہے وہ یہ ہے کہ ہم اپنے لئے ایک اعلیٰ ہدف مقرر کریں اور اس کے پس منظر میں حکومت کی واضح حکمت عملی بھی موجود ہو۔

(روزنامہ جنگ لاہور ۸۔ نومبر ۱۹۹۴ء)

مستقل معلمین وقف جدید کی کلاس

○ وقف جدید کے تحت ۱۵۔ جنوری ۹۵ء سے مستقل معلمین کی کلاس شروع کی جا رہی ہے ایسے مخلص اور دینی خدمت کا جذبہ رکھنے والے میٹرک پاس نوجوان جو بطور معلم وقف جدید اپنی زندگی وقف کرنے کے خواہش مند ہوں وہ مندرجہ ذیل کوائف کے ساتھ اپنی درخواستیں مقامی جماعت کے صدر کی تصدیق سے ۳۱۔ دسمبر ۹۴ء تک ناظم ارشاد وقف جدید کے نام ارسال فرما دیں۔

نام۔ ولدیت۔ سکونت۔ تعلیم۔ عمر۔ بیعت۔ دینی تعلیم۔

(ناظم ارشاد وقف جدید)

بین المملکتی حالات - واقعات - شخصیات

سعودی عرب کے سرکاری اداروں کی نج کاری

سعودی عرب میں جو موضوع آج کل سب سے زیادہ زیر بحث ہے وہ یہ ہے کہ حکومت کتنی جلدی سرکاری اداروں کو نجی ملکیت میں دے گی۔ اس سال کے ابتدا میں شاہ فہد نے اصولی طور پر نج کاری کی اجازت دے دی تھی۔ اور اس سلسلے میں قومی ایئر لائن' سعودی ٹیلی مواصلات' اور پیٹرو کیمیکل کے شعبوں کے نام بھی لئے گئے تھے۔ دنیا کے ملک اس سلسلے میں سعودی حکومت کو مشورے دے رہے ہیں۔ جن میں برطانیہ بھی ہے۔ جہاں نج کاری کی مہم زور شور سے جاری ہے۔ اور برطانوی وزارت خزانہ نے ۳۰ صفحات پر مشتمل ایک رپورٹ پیش کر دی ہے۔ بی۔ بی۔ سی کے مطابق سعودی عرب معیشت کا اب تک انحصار تیل کی آمدنی پر رہا ہے۔ مگر اب مختلف اسباب کے باعث حکومت کے پاس دولت کم ہو رہی ہے۔ جبکہ بینکوں اور بعض افراد کے پاس اس کی ریل پیل ہے۔ اب کوشش یہ ہے کہ ان منصوبوں کے لئے جو اب تک سرکاری خزانے سے چلائے جاتے تھے پرائیوٹ رقوم حاصل کی جائیں۔ ابھی نج کاری کے پروگرام کا اعلان نہیں کیا گیا مگر آسان صورت یہ ہو گی کہ حکومت بڑی کمپنیوں میں اپنے حصص فروخت کر دے بعض گروپوں کی جانب سے تیل صاف کرنے کے کارخانوں اور ٹیلی مواصلات کی نج کاری کی بھی بات ہو رہی ہے۔

☆ ○ ☆

بہاج کے اردگرد شدید لڑائی

بوسنیا کے شمال مغربی حصے میں واقع بہاج کے گھرے ہوئے علاقے میں حکومتی اور سرب فوجوں میں شدید لڑائی ہو رہی ہے جبکہ اقوام متحدہ کی سلامتی کونسل نے سربوں پر ہوائی حملوں کے سلسلے میں قرارداد پاس کر کے حملوں کی اجازت دے دی ہے۔

امید ہے کہ سلامتی کونسل کروشین سربوں کے خلاف فوجی ایکشن لینے کے لئے قرارداد منظور کرے گی۔ کروشین سربوں نے بوسنین سرب فوجوں کے ساتھ مل کر اس گھرے ہوئے علاقے پر شدید حملہ کر دیا ہے۔

سرب ہوائی جہازوں نے کروشین سربوں کے علاقہ سے اڑ کر سلامتی کونسل کی طرف محفوظ علاقہ قرار دئے جانے والے بہاج کے قصبے پر بمباری کی اور نیپام اور کلسٹر بم پھینکے۔ نیٹو کے سیکرٹری جنرل ولی کلائس نے سی۔ این۔ این۔ کے ساتھ ایک انٹرویو میں کہا ہے کہ سربوں کے خلاف عملی اقدام اٹھانے کا وقت آگیا ہے۔

مسلم بوسنین فوجیں اور بوسنیا کے سربوں کی فوجیں بہاج کے مشرق میں گریبز کی سطح مرتفع پر آپس میں شدید لڑائی میں مصروف ہیں۔ یہ جنگ اس علاقے کے لئے لڑی جا رہی ہے جو کہ محفوظ علاقے کے سامنے اونچائی پر واقع ہے۔ جبکہ کروشین سرب اور مسلم باغی فوجوں نے شمال میں واقع ویلیکا کلاڈوسا کے قصبے کے نزدیک پہنچ چکی ہیں۔ یہ بات اس قصبے کی حفاظت کرنے والی فوجوں کے ترجمان نے بتائی ہے۔ لیکن ایسا معلوم ہوتا ہے کہ کروشین سرب فوجوں نے قصبہ کے اندر کوئی کامیابی حاصل نہیں کی ہے۔ اس بات کی اطلاع بھی وہاں موجود بنگلہ دیشی فوج نے دی ہے جو وہاں امن قائم رکھنے کے لئے موجود ہے۔

ریپاک کے اردگرد بھی شدید لڑائی بھڑک اٹھی ہے۔ یہ قصبہ بھی بہاج کے جنوب مغرب میں واقع ہے۔ لیکن وہاں بھی کسی پارٹی نے کوئی قابل ذکر کامیابی حاصل نہیں کی ہے۔

اسی طرح بوسنین سربوں نے سلامتی کونسل کے قائم کردہ طزلہ کے محفوظ علاقے پر بم برسائے ہیں۔ یہ علاقہ بھی شمالی بوسنیا میں واقع ہے۔ یہ لڑائی مسلسل پانچ روز سے جاری ہے۔ سربوں کی طرف سے یہ لڑائی اس کوشش کا حصہ ہے جس میں وہ گورنمنٹ فوجوں کو مجبور کرنا چاہتے ہیں کہ وہ ایک پہاڑی کا محاصرہ اٹھالیں جہاں تیس سرب سپاہی ایک ہفتے سے محصور ہو کر رہ گئے ہیں۔

سارایوو ریڈیو کا کہنا ہے کہ اس شہر پر حملوں کے نتیجہ میں دو بچے مارے گئے اور تین لوگ زخمی ہوئے۔ لیکن سلامتی کونسل کے نمائندے نے اس کی تصدیق نہیں کی۔

دریں اثنا سلامتی کونسل کے اہلکاروں جن میں وکٹر اینڈ ریو جو کہ سول معاملات کے کوآرڈی نیٹر ہیں بھی شامل ہیں امید رکھتے ہیں کہ وہ نزدیکی سرب پوزیشنوں پر جاسکیں گے تاکہ وہ طزلہ اور سرایوو پر سرب حملوں کے خلاف احتجاج کر سکیں۔ اس کے علاوہ سربوں نے جو تیل کی کانوائے روک رکھی ہے جو کہ ملک کے مشرقی مسلم محصور علاقوں کے لئے ہے اس کے متعلق بھی بات چیت کر سکیں گے۔ اس سے پہلے سربوں نے سرایوو کے باہر قریبی علاقے سے سلامتی کونسل کے دو ٹینکر پکڑ لئے تھے جن میں ڈیزل تھا۔

☆ ○○○ ☆

بقیہ صفحہ ۳

بقیہ صفحہ ۳

کوئی تکلیف نہ اٹھانا پڑی۔ آپ ابھی چند قدم ہی چلے ہوں گے کہ ایک بیل گاڑی جس کو رتھ کہتے ہیں' مل گئی آپ اس پر سوار ہو کر باآسانی منزل مقصود پر پہنچ گئے۔ چند منٹ بعد تین اونٹ والے آگئے۔ ان پر آپ کا سامان اور ملازم کو سوار کرا کر ڈاک بنگلہ پر پہنچا دیا گیا۔ رات کے ایک بجے ناظم صاحب یعنی اس علاقہ کے ڈپٹی کمشنر کے چار گھوڑ سوار آ گئے اور انہوں نے موٹر کو جے پور پہنچانے کا انتظام کر دیا۔ وہاں سے اسی (۸۰) میل جے پور تھا۔ صبح کو نواب صاحب بھی ناظم صاحب کی موٹر میں جے پور پہنچ گئے۔

تائید الٰہی کا دوسرا نشان کچھ عرصہ کے بعد اسی موٹر کار کا دوسرا ایکسل بھی دوران سفر ٹوٹ گیا جب کہ موٹر ساٹھ میل سفر کر چکی تھی اور چالیس میل سفر باقی تھا۔ مگر وہاں بھی اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے ہر ایک تکلیف سے بچالیا۔ جہاں موٹر خراب ہوئی وہاں سے دس قدم پر ریلوے اسٹیشن تھا۔ جب آپ پلیٹ فارم پر پہنچے تو گاڑی آچکی تھی سوار ہو کر اپنے گھر پہنچ گئے۔ پیچھے ایک بس آئی جس کو ایک سکھ ڈرائیور چلا رہا تھا اس کی بس کے پیچھے موٹر باندھ کر گھر پہنچادی گئی۔

تائید الٰہی کا تیسرا نشان ایک دفعہ آپ گرمی کے موسم میں کشمیر تشریف لے گئے۔ جب آپ آخر ستمبر یا شروع اکتوبر میں واپس لوٹے تو موٹر سامان سے خوب لدی ہوئی تھی اور سواریوں سے بھی پر تھی۔ سرینگر کے قریب ہی ایک جگہ پر سڑک کے اونچا نیچا ہونے کی وجہ سے زور کا جھٹکا موٹر نے کھایا۔ گو سواریوں نے تو کچھ محسوس نہ کیا مگر میرے دل میں ڈر ضرور پیدا ہوا لیکن اللہ تعالیٰ کے فضل و احسان سے موٹر نے بھی محسوس نہ ہونے دیا کہ اس کا کوئی پرزہ ٹوٹ چکا ہے۔ وہاں سے دو سو میل جموں اور جموں سے تیس میل سیالکوٹ تھا۔ پہاڑی سفر مگر اللہ تعالیٰ کا فضل شامل حال رہا ہم بخیریت آٹھ بجے شب سیالکوٹ پہنچ گئے۔ (۔) صبح جب دیکھا تو پچھلے سپرنگ کا پٹہ ٹوٹ کر باڈی کے ساتھ لگا ہوا تھا۔

جب آپ جے پور میں گئے تو اس وقت جماعت احمدیہ کے مخلص ممبر ڈاکٹر محبوب عالم صاحب اور ان کے بیٹے ڈاکٹر عبداللطیف صاحب اور ڈاکٹر محمد سعید صاحب بھی وہاں پر تھے۔ کبھی کبھی بابو عبدالغفور صاحب بھی سانبھر سے آجایا کرتے تھے۔ نواب صاحب کے وہاں پہنچنے کے بعد ایک یا دو ماہ گزرے ہوں گے کہ مہاراجہ جے پور کے گھر راج کمار پیدا ہوا۔ بڑی خوشی منائی گئی۔ خوب جلسے ہوتے رہے کیونکہ کئی پشتوں کے بعد پہلی دفعہ وارث ریاست پیدا ہوا۔ اس سے پہلے تین چار متبنٰے ہی راجے بنتے رہے۔ چنانچہ آپ کا وہاں جانا بہت اچھی اور قابل قدر فال سمجھی جانے لگی۔

مہاراجہ جے پور بھی آپ کو بڑی قدر کی نگاہ سے دیکھتا تھا۔ ایک دفعہ آپ ۱۹۳۲ء میں چند دن کے لئے آگرہ تشریف لے گئے۔ وہاں ایک دن سکندریہ میں اکبر بادشاہ کا مقبرہ دیکھنے گئے۔ اتفاقاً سیڑھیوں سے گر پڑے۔ چند ایک خراشیں بھی آئیں اور گھٹنا پر سخت چوٹ لگی۔ آگرہ ہسپتال میں مرہم پٹی کرائی واپس بذریعہ ریل جے پور آگئے۔ موٹر پیچھے سے خالی آئی۔ یہاں کچھ دن تو آپ نے آرام فرمایا۔ جب تکلیف میں کچھ افاقہ ہوا تو دفتر جانا شروع کیا۔ وہاں یہ بڑی مشکل پیش آئی کہ وزیروں کے دفاتر اور کونسل کے اجلاس دیوان خانہ کے اندر ہوتے تھے۔ پرانا دستور تھا کہ سوائے مہاراجہ کے کوئی وزیر یا درباری موٹر پر سوار ہو کر دیوان خانہ کے اندر نہیں جاسکتا تھا سب باہر دروازہ پر اتر کر پیدل جاتے تھے اور باہر ہی آکر سوار ہوتے۔ نواب صاحب کے لئے مہاراجہ نے اجازت دے دی اور دربان کو حکم دے دیا کہ آپ کی موٹر کو نہ روکا جائے اس لئے آپ دفتر کمرہ کے دروازہ پر اترتے اور وہاں سے ہی سوار ہو کر گھر واپس آتے۔

سردی کے موسم میں آپ کو تین ماہ کے لئے کونسل آف سٹیٹ کے اجلاسوں میں شامل ہونے کے لئے دہلی جانا پڑتا۔ ہمیشہ لمبا سفر ریل کے ذریعہ کرتے۔ فسٹ کلاس کا ٹکٹ خریدتے۔ موٹر کو خالی دہلی بھیجتے اور تین ماہ کے بعد خالی ہی واپس آتی۔ اس عرصہ میں پندرہ بیس یوم کے اندر ایک دفعہ دو دن کے لئے اپنے ہیڈ کوارٹر پر واپس تشریف لاتے۔ کچہری کا کام کر کے پھر واپس چلے جاتے۔ گرمی کے موسم میں شملہ میں ایک ماہ تک اجلاس ہوتے تو آپ ڈیڑھ ماہ کے لئے شملہ تشریف لے جاتے۔ اگر کوئی ضروری کاغذات ہوتے تو بذریعہ ڈاک یا کوئی خاص آدمی کاغذات لے کر شملہ پہنچ جاتا۔ ان دنوں برما اور سیلون بھی ہندوستان میں شامل تھے اس لئے سارے ملک کے ممبر اجلاس میں شامل ہوتے اور بڑی گہما گہمی رہتی۔

جے پور ایک اچھا اور خوبصورت شہر ہے۔ مسلمانوں کی آبادی دس فیصدی ہے شہر کے بازار بہت چوڑے اور سیدھے ہیں۔ عام طور پر گلیاں بھی سیدھی ہیں۔ بازار میں کہیں بھی گندے پانی کی نالی نہیں ہے سب زمین دوز نالیاں ہیں۔ بجلی کی تاریں بھی زمین کے اندر سے گزرتی ہیں۔ بازار میں صرف گلوب ہی

نظر آتے ہیں۔ بازار میں مکانوں کا سائز اور رنگ ایک طرح کا ہے ایسا معلوم ہوتا ہے ایک شخص کا مکان ہے۔ بازاروں اور گلیوں میں لک یعنی تارکول بچھا ہوا ہے شہر کے چاروں طرف بہت اونچی فصیل ہے۔ سات دروازے ہیں۔ باقاعدہ کھلتے اور بند ہوتے ہیں۔ ایک خوبصورت باغ ہے جس میں چڑیا گھر اور عجائب گھر بھی ہے جس میں بہت تاریخی چیزیں رکھی ہوئی ہیں۔

۱۹۳۴ء میں آپ کو ایک صدمہ بھی پیش آیا۔ آپ کی رفیقہ حیات محترمہ بیگم صاحبہ کا انتقال ہوگیا۔ آپ موصیہ تھیں جنازہ بذریعہ ریل قادیان لایا گیا۔ مقبرہ بہشتی قادیان میں دفن ہوئیں۔ اللہ تعالیٰ آپ کے درجات بلند فرمائے۔ نواب صاحب بہت خوبیوں کے مالک تھے۔ اسلامی شعائر پر سختی سے عمل کرتے تھے۔ آپ کا لباس صاف ستھرا اور سادہ ہوتا تھا۔ سفید صافہ یا سیاہ رنگ کی ٹوپی پہنتے تھے۔ اچکن اور شلوار یا بعض دفعہ تنگ پاجامہ بھی استعمال کرتے تھے۔ راجپوتانہ کی ریاستوں میں سفید لباس ماتم کا نشان ہے اس لئے وہاں پر آپ نے نو سال کے عرصہ میں کبھی سفید صافہ استعمال نہیں کیا ہمیشہ رنگدار پگڑی باندھا کرتے تھے۔ درباروں کے لئے لباس کا مختلف رنگ ہوتا تھا جو ہر دربار کے لئے الگ الگ مخصوص تھا۔ اسلامی شعائر اور قومی لباس کی وجہ سے آپ بڑے بارعب انسان نظر آتے تھے۔ اس کی صرف ایک مثال سن لیجئے ۱۹۲۵ء میں آپ ایک دفعہ انگلستان تشریف لے گئے۔ آپ کے ہمراہ کچھ اور دوست بھی تھے۔ وہاں آپ ایک ہوٹل میں ٹھہرے ہوئے تھے۔ دو تین روز تو سب مل کر سیر کرتے رہے تیسرے روز ایک خانیوال کے رئیس نے جو ساتھ گئے ہوئے تھے ساتھ جانے سے انکار کر دیا کہ ہماری بڑی بے عزتی ہوتی ہے کیونکہ آپ قومی لباس میں ہوتے تھے باقیوں نے کوٹ پتلون پہنا ہوا ہوتا تھا۔ جب لوگ دیکھتے تو سب سے پہلے آپ کو سلام کرتے۔ وہ سمجھتے کہ یہ کوئی نواب یا راجہ مہاراجہ ہے باقی سب اس کے ملازم ہیں۔

نیز اس بات پر بھی آپ نے ہمیشہ سختی سے عمل کیا کہ کبھی کسی کارکن یا نجی ملازم کو منہ نہیں لگایا تا ایسا نہ ہو کہ وہ اس سے فائدہ اٹھا کر لوگوں پر ظلم کرتا پھرے یا جھوٹی سچی سفارشیں کرے اور بعد میں اپنے افسر کی بدنامی کا سبب بن جاوے کیونکہ ایسے واقعات کئی ہو چکے ہیں۔

آپ جہاں بھی گئے یا کسی جگہ قیام فرمایا کبھی کسی سیاسی پارٹی بازی میں حصہ نہیں لیا۔ نہ ہی خود کوئی سیاسی پارٹی بنائی نہ ہی کبھی بغیر ضرورت کسی کلب میں گئے۔ نہ ہی کبھی فلم خانہ میں جانے کی کوشش کی۔ البتہ جب کبھی وائسرائے ہند یا اے جی جی یا کسی راجہ مہاراجہ کی آمد پر دعوت میں شامل ہونا ضروری ہوتا تو اس میں بھی آپ گیارہ بجے کے بعد کھانا ختم ہوتے ہی وہاں سے نکلنے کی کوشش کرتے کیونکہ تاش کھیلنا تو آپ کو آتا ہی نہ تھا۔ اگر کھانے کے بعد فلم دکھانے کا پروگرام ہوتا تو آپ سینما ہال جانے کی بجائے اپنی موٹر میں بیٹھ کر گھر آجاتے۔ ہاں جب کبھی دہلی میں وائسرائے ہند کے ہاں دعوت طعام کا انتظام ہوتا تو بہت دیر ہو جاتی۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ وائسرائے کی کوٹھی کے اندر کھانے اور انتظار گاہ کے کمروں کے دروازوں پر موٹر کو جانا ہوتا تھا دروازہ پر ہی سواری اترتی اور وہاں سے ہی سوار ہونا پڑتا تھا۔ ہر موٹر کے لئے دو ٹکٹ دے دیئے جاتے تھے ایک مالک کے پاس اور دوسرا ڈرائیور کے پاس ہوتا تھا۔ موٹریں بہت دور میدان میں قطار وار کھڑی کر دی جاتیں۔ دعوت میں کونسل آف سٹیٹ لیجسلیٹو اسمبلی کے ممبر کچھ نواب راجے اور افسران بالا شریک ہوتے تھے۔ کھانا ختم ہونے کے بعد لاؤڈ سپیکر کے ذریعہ ہر موٹر کا ٹکٹ نمبر پکارا جاتا اور باری باری موٹریں آتیں۔ ایک منٹ دروازہ پر ٹھہر کر دوسری طرف باہر نکل جاتیں۔ اس طرح انتظار میں کافی وقت گزر جاتا تھا۔ یہ بات قابل ذکر ہے کہ آپ دعوت و اجلاس یا کسی کی ملاقات یا سفر پر روانہ ہونے سے پہلے نماز پڑھتے اور دعا کرتے تھے اور وقت کی پابندی کا خاص خیال رکھتے تھے۔

خالی آسامیاں

○ فضل عمر ہسپتال ربوہ میں نرسز کی ٹریننگ کے لئے چند آسامیاں خالی ہیں اس کا کم از کم تعلیمی معیار میٹرک سیکنڈ ڈویژن ہے۔ سائنس مضامین کو ترجیح دی جائے گی۔

خواہش مند لڑکے / لڑکیاں اپنی درخواستیں بمعہ مصدقہ نقول سرٹیفیکیٹس صدر صاحب محلہ یا امیر صاحب جماعت کی سفارش کے ساتھ مورخہ ۱۰۔ دسمبر ۱۹۹۴ء تک دفتر فضل عمر ہسپتال ربوہ پہنچا دیں۔

(ایڈمنسٹریٹر فضل عمر ہسپتال ربوہ)

(ہومیوپیتھک) ٹانک ڈراپس
(خصوصاً ادھیڑ عمر اور بوڑھے افراد کیلئے)
زود اثر ہومیوپیتھک فارمولا جو اعصاب اور دماغ اور جسم کو تقویت دیتا ہے۔ تھکن اور جسمانی کمزوری کو دور کرتا ہے اور طبیعت کو ہشاش بشاش اور توانا رکھتا ہے قیمت ۴۰ روپے
کیور ہومیو میڈیسن (ڈاکٹر ہومیو) کمپنی گول بازار ربوہ
فون: 04524-771 فیکس 04524-212299 04524-211283

اطلاعات و اعلانات

درخواست دعا

○ محترمہ ثریا لطیف صاحبہ اہلیہ مکرم لطیف الرحمان سنوری صاحب (رومی ٹریولز) کراچی امریکہ میں بغرض علاج گئی تھیں ڈاکٹری کی تشخیص کے مطابق ان کے دل کے دو والو (Leak) ہو رہے ہیں نیز دل کی تکلیف کے ساتھ گردوں میں بھی تکلیف شروع ہوگئی ہے۔ اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے انہیں شفاء عطا فرمائے۔

بقیہ صفحہ ۱

ہے۔ اور اس کی دل شکنی کا موجب ہوتا ہے۔ پس کوئی ایسی دعوت رد نہ کرو۔ جس میں تمہاری نیت میں کوئی ادنیٰ سا بھی فتور ہو کہ تم اپنی بڑائی کی وجہ سے رد کر رہے ہو یا کسی کی غربت کی وجہ سے رد کر رہے ہو۔ یہی مفہوم ہے جس کے مطابق تمام حدیثیں ایک دوسرے سے مطابقت کھا رہی ہیں۔ ورنہ یہ ناممکن ہو جاتا ہے کہ عملاً لفظاً لفظاً بعض لوگ اس حدیث پر عمل کریں کیونکہ بعض لوگوں کے تعلقات کے دائرے اتنے وسیع ہوتے ہیں کہ ان کے لئے ہر دعوت کو ظاہراً قبول کرنا ممکن نہیں ہوتا مگر دعوت کو ایک اور رنگ میں بھی قبول کیا جا سکتا ہے۔ اسی محبت اور اخلاص سے ان کے شکریئے ادا کئے جائیں ان سے معذرتیں کی جائیں یہاں تک کہ وہ معذرتیں قبول کرلیں یہ بھی ایک دعوت قبول کرنے کا رنگ ہے۔ تو جہاں آپ دعوتیں لفظاً لفظاً قبول نہیں کر سکتے وہاں کم سے کم کلمہ خیر کے ذریعے اپنی اس کمزوری کا ازالہ کریں اور اس کو یقین دلا دیں، دعوت کرنے والے کو کہا تمہاری دعوت کی میرے دل میں گہری قدر ہے۔ میں ممنون احسان ہوں گویا میں نے دعوت قبول کر لی لیکن میری مجبوریاں حائل ہیں۔

پھر فرمایا کہ جو شخص تم سے نیک سلوک کرتا ہے۔ اس کے اس نیک سلوک کا بدلہ کسی نہ کسی رنگ میں دو اگر بدلہ دینے کے لئے تمہارے پاس کچھ نہ ہو تو کم سے دعائے خیر ہی کرو۔ یہ وہی بات جو پچھلی حدیث کے حوالے سے بیان کر چکا ہوں۔ اور اس میں پھر یہ واضح فرمایا گیا ہے کہ دعا اتنی کرو کہ تمہیں احساس ہونے لگے کہ تم نے اس کے احسان کا بدلہ چکا دیا ہے۔

(از خطبہ ۱۲۔ اگست ۱۹۹۴ء)

نوٹس داخلہ قائداعظم یونیورسٹی اسلام آباد

○ درج ذیل ماسٹرز ڈگری پروگرام کے داخلہ کے لئے یونیورسٹی نے درخواستیں طلب کی ہیں۔

۱۔ انتھروپولوجی ۲۔ بیالوجی ۳۔ بزنس ایڈمنسٹریشن ۴۔ کیمسٹری ۵۔ کمپیوٹر سائنس ۶۔ ڈیفنس اینڈ سٹرٹیجک سٹڈیز ۷۔ ارتھ سائنسز ۸۔ اکنامکس ۹۔ الیکٹرونکس ۱۰۔ ہسٹری ۱۱۔ انٹرنیشنل ریلیشنز ۱۲۔ ریاضی ۱۳۔ پاکستان سٹڈیز ۱۴۔ فزکس ۱۵۔ پبلک ایڈمنسٹریشن ۱۶۔ شماریات

پراسپکٹس اور ایڈمشن فارمز کا سیٹ حبیب بینک یونیورسٹی برانچ سے بعوض =/۱۴۰ روپے میں نقد یا =/۱۶۰ کے کراسڈ پوسٹل آرڈر ارسال کرکے مینیجر بک بینک / بک شاپ آف دی یونیورسٹی سے حاصل کئے جا سکتے ہیں۔ مکمل درخواستیں بھجوانے کی آخری تاریخ ۱۵۔ دسمبر ۱۹۹۴ء ہے۔

(مزید تفصیلات کیلئے روزنامہ جنگ مورخہ ۲۱-۱۱-۹۴ ملاحظہ فرمائیں)

(نظارت تعلیم)

ایک ضروری وضاحت

○ الفضل مورخہ ۷۔ نومبر ۹۴ کے صفحہ ۲ پر ایک اعلان رانا محمد اشرف صاحب کے متعلق شائع ہوا ہے۔ یہ اعلان ایک غلط فہمی کی بناء پر شائع ہوگیا ہے اسے منسوخ سمجھا جائے۔

(ناظر امور عامہ)

خدمت اور ترقی کی جانب ایک اور قدم
اب پیش کرتے ہیں اپنی لیبارٹری میں کشید کردہ ۱۰۰٪ خالص
روغنیات
• روغن بادام • روغن کدو • روغن خشخاش اور روغن تل تھوک و پرچون دستیاب ہے
خورشید یونانی دواخانہ رجسٹرڈ ربوہ
فون: 211538

خبریں

ربوہ : 29 نومبر-1994ء
سردی بتدریج بڑھ رہی ہے
درجہ حرارت کم از کم 12 درجے سنٹی گریڈ
زیادہ سے زیادہ 24 درجے سنٹی گریڈ

○ سینٹ کے چیئرمین مسٹر وسیم سجاد نے کہا ہے کہ حکومت اسیر ارکان کو ایوان میں لانے کے بارے میں میری رولنگ مانے ورنہ ایوان نہیں چلے گا۔ اپوزیشن نے اعلان کیا ہے کہ جب تک حکومت رولنگ کو تسلیم کرنے کا واضح اعلان نہیں کرتی ہم روزانہ احتجاج کریں گے۔ اپوزیشن نے روزانہ دس منٹ کے لئے علامتی واک آوٹ کرنے کا اعلان کیا ہے۔ سینٹ کے چیئرمین نے کہا کہ ایوان کے قواعد و ضوابط کی تشریح عدلیہ کا نہیں چیئرمین اور سپیکر کا کام ہے۔ عدلیہ اور مقننہ کو آپس میں لڑانے کی کوشش کی گئی تو بڑی تباہی مچے گی۔ انہوں نے کہا کہ ضابطے کے تحت میں نے جو رولنگ دی تھی وہ حکومت نے نہیں مانی۔ اب حکومت کو بہتر ورکنگ ریلیشن شپ کے لئے دو دن دیتا ہوں۔ وزیر قانون نے کہا کہ حکومت آپ کی رولنگ کا احترام کرتی ہے ہم نے سپیکر اور چیئرمین سینٹ کے احکام کی خلاف ورزی نہیں کی۔ مسٹر وسیم سجاد نے کہا کہ اگر رول 72-A میں ابہام تھا تو اسے ختم کر دیا گیا۔ آپ اس قاعدے کو ختم کر دیں تاکہ میری ذمہ داری ختم ہو۔

○ وزیراعظم بے نظیر بھٹو نے برطانوی وزیراعظم جان میجر سے کشمیر اور بوسنیا سمیت متعدد اہم مسائل پر تبادلہ خیال کیا وزیراعظم پاکستان نے مطالبہ کیا کہ عالمی برادری مسئلہ کشمیر کے حل کے لئے بھارت پر دباؤ ڈالے۔ انہوں نے کہا کہ بوسنیا کی صورت حال سے پاکستان کو سخت تشویش ہے۔ اقوام متحدہ سربوں کے مظالم روکنے کے لئے سخت کارروائی کرے۔

○ صدر مملکت فاروق احمد خان لغاری نے کہا ہے کہ فرقہ واریت ہمارے لئے خطرے کی گھنٹی ہے ہم اس کے لئے آخری حد تک جائیں گے اور ملوث افراد سے آہنی ہاتھ سے نبٹیں گے۔ کوئی بھی حکومت یا انتظامیہ اسے کسی صورت میں برداشت نہیں کر سکتی۔ چاروں صوبائی حکومتوں کو سخت ترین اقدامات کی ہدایت کر دی گئی ہے۔ انہوں نے کہا کہ فرقہ وارانہ فسادات میں غیر ملکی ہاتھ خارج از امکان نہیں۔ جب بھی ایسے حالات ہوں تو وہاں غیر ملکی قوتیں بھی ٹپک پڑتی ہیں۔ انہوں نے کہا کہ پاکستان ایٹمی منصوبوں کی تحدید کے عالمی معاہدے این پی ٹی پر دستخط نہیں کرے گا۔ اس سلسلے میں چھپنے والی خبر بے بنیاد ہے۔

○ امیر جماعت اسلامی قاضی حسین احمد جنہوں نے کل ہی مسلم لیگ (ن) سے اتحاد کا اعلان کیا ہے' کہا ہے کہ نواز شریف' جتوئی یا جمالی کو وزیراعظم بنوا کر ملکی مسائل حل نہیں ہو سکتے۔ پارلیمنٹ کے موجودہ ارکان نااہل ہیں اس لئے ہم عوامی اسلامی انقلاب کی راہ ہموار کر رہے ہیں۔

○ پاکپتن کے قریب بس کے ایک حادثے میں ۱۰- طلباء سمیت ۲۳- افراد بس کے حادثے میں جاں بحق ہو گئے۔ مرنے والے دیہاتی طلباء چھت پر سوار تھے کہ ٹریکٹر سے ٹکرانے کے بعد بس قلابازیاں کھاتی دور جا گری ۱۷- طلباء شدید زخمی ہوئے۔ معصوم طلباء کے اعضاء سڑک پر بکھر گئے۔ دیہاتی موقع پر پہنچ کر پولیس سے دست و گریباں ہو کر پوسٹ مارٹم کرائے بغیر اپنے بچوں کی نعشیں چھین کر لے گئے۔

○ قائد حزب اختلاف مسٹر نواز شریف نے کہا کہ اسلام آباد میں تبدیلی کی ہوائیں چلنے لگی ہیں۔ جلد اچھی خبریں ملیں گی۔ قومی اسمبلی میں حکومت کی ایک قرارداد کی منظوری پر شکست کا ذکر کرتے ہوئے انہوں نے کہا اس واقعے سے ملک کے سیاسی مستقبل کے رخ کا اندازہ لگایا جا سکتا ہے۔ انہوں نے کہا کہ کراچی میں آگ لگی ہوئی ہے۔ چیئرمین سینٹ اور قومی اسمبلی کے سپیکر کی رولنگ نہ مان کر حکومت ملک کو تباہ کرنے پر تلی ہوئی ہے۔ اپوزیشن ایسا نہیں کرنے دے گی۔

○ سینیٹر چوہدری شجاعت حسین گذشتہ روز رہائی کے بعد سینٹ کے اجلاس میں شامل ہونے آئے تو اپوزیشن نے ڈیسک بجا کر ان کا خیر مقدم کیا انہوں نے کہا کہ حکومت مقدمہ میں لگائے گئے الزامات ثابت کر دے تو میں سیاست چھوڑ دوں گا۔ انہوں نے کہا کہ اگر اقبال حیدر سینٹ میں بولے تو ان کا چہرہ وہیں بے نقاب کر دوں گا۔

○ قومی اسمبلی کے سپیکر مسٹر یوسف رضا گیلانی نے کہا ہے کہ میں نے پارلیمنٹ کی کارروائی براہ راست ٹیلی ویژن پر دکھانے کے لئے کہا تھا تاکہ کوئی چھپا نہ رہے۔ انہوں نے کہا کہ خواتین کی نشستوں کے بارے میں حکومت اپنے وعدے پر قائم ہے۔

○ ورلڈ کپ ہاکی کے مقابلے میں پاکستان کو انگلینڈ نے دو گول سے ہرا دیا۔

○ پیر صاحب پگاڑا نے کہا ہے کہ جو باہر سے سرمایہ لیکر آئیں گے اپنی فوجیں بھی لائیں گے۔ حکومت کو اندر اور باہر سے اپوزیشن کا سامنا ہے۔ کوشش ہو رہی ہے کہ دیکھیں درخت کون گراتا ہے۔ انہوں نے کہا کہ نواز شریف نے اپوزیشن کا تیاپانچہ کر دیا ہے۔ اسلام آباد سے کچھ نہ کچھ لیکر ہی جاؤں گا۔

○ کویت کی پارلیمنٹ نے خلیج کی جنگ میں کویت کی حمایت کے انعام میں مصر اور شام کے ۳- ارب ڈالر کے قرضے معاف کر دیئے ہیں۔ پاکستان سمیت آٹھ ملکوں کے ذمے واجب الادا قرضوں کا سود بھی معاف کر دیا گیا۔

○ لندن میں برطانیہ کے ساتھ ڈیڑھ کھرب روپے مالیت کے معاہدوں کا فیصلہ کیا گیا ہے۔ وزیراعظم لندن میں سرمایہ کاری کانفرنس سے خطاب کریں گی۔

○ سندھ میں تعینات فوج کی مرحلہ وار واپسی کا سلسلہ شروع ہو گیا ہے۔ امن و امان کی بحالی کا کام رینجرز اور پولیس کے حوالے کیا جا رہا ہے۔

ڈش انٹینا
بہترین رزلٹ والا
6 فٹ -/5500
اب صرف 8 فٹ -/7000
بمعہ مکمل سامان گارنٹی کے ساتھ
ڈش ماسٹر
اقصیٰ روڈ ربوہ
فون 211274

(خصوصاً ہومیوپیتھک) ڈاکٹرز متوجہ ہوں
ہمارے تیار کردہ ہومیوپیتھک مرکبات کے فری سمپلز اور لٹریچر کیلئے بذریعہ خط یا ٹیلیفون رابطہ کریں۔
کیورٹو میڈیسن کمپنی (ڈاکٹر راجہ ہومیو کلینک) ربوہ
گولبازار
فون: 771-04524
04524-211283
فیکس 04524-212299

دانتوں کا معائنہ
مفت
ڈینٹسٹ
رانا مدثر احمد
احمد ڈینٹل کلینک
طارق مارکیٹ اقصیٰ چوک ربوہ
۲/۱-۴ تا ۲/۱-۸ بجے شام

ضروری اطلاع
خواتین کی سہولت کیلئے ڈاکٹر محترمہ امۃ الرقیب صاحبہ جمعرات اور ہفتے کو شام 4 بجے سے 7 بجے تک مکان 22/8 ناصر آباد عقب بیت راجیکی میں مریض دیکھیں گی۔ باقی دنوں میں اپنی رہائش گاہ دارالصدر جنوبی میں موجود ہوتی ہیں۔
فون: ناصر آباد 212028

فوری قابل فروخت
دواخانہ خدمت خلق کی عمارت جو تقریباً دس مرلہ زمین مکان اور دکانات پر مشتمل ہے۔ فوری قابل فروخت ہے۔ خواہشمند احباب رابطہ فرمائیں۔
ضیاء الرحمٰن
وقف جدید ربوہ فون: 586
گھر 3/3 دارالنصر غربی ربوہ
فون: 211980

احمد انٹرنیشنل
فون: 211440
211550
احمد ٹریولز انٹرنیشنل اندرون ملک یا انٹرنیشنل سفر کیلئے کسی بھی ایئرلائن کی ارزاں ٹکٹوں اور بہترین خدمت کیلئے کامیاب ادارہ
احمد پراپرٹی ایکسچینج ہر قسم کی رہائشی و کاروباری جائیداد کی خرید و فروخت و کرایہ پر لین دین کیلئے تشریف لائیں
2/13 الناصر مارکیٹ بالمقابل ایوان محمود ربوہ

اعلان داخلہ
الصادق ماڈرن نرسری (پری) سکول ربوہ میں برائے سال 1995ء نرسری کلاس کا داخلہ اللہ نے چاہا تو ۱۱ دسمبر تا 22 دسمبر ہوگا۔ آفس ٹائم 30-8 صبح تا 1 بجے ہوگا۔ سکول میں جمعہ اور ہفتہ کے روز چھٹی ہوتی ہے۔
پرنسپل
الصادق ماڈرن نرسری (پری) سکول
4/22 دارالرحمت شرقی الف ربوہ